کتبِ اَسبابِ وُرُودِ حدیث: تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

The Books of the Reasons for the Occurrence of Hadith: A Research and Analytical Study

Hafiz Muhammad Kashif
Ph.D Scholar, Department of Usool ul Deen
University of Karachi, Pakistan
Email: 786kashif2015@gmail.com
Hafiz Muhammad Sharif
PhD Scholar Department of Islamic Studies
Govt. College University, Faisalabad
Email: badri.sharif786@gmail.com
Muhammad Noor
Ph.D Scholar, NCBA&E Sub campus Multan
Email: mnoorsaeedi786@gmail.com

Abstract

The reasons for the occurrence of a hadith in a hadith have the same status as the reasons for revelation in exegesis, meaning that in it, the hadith (whether it is a statement, action, speech, or description) is stated to have occurred due to certain circumstances. The identification of the reasons for the occurrence of a hadith in the science of hadith prevents discrepancies and contradictions in the individual texts of the hadith. When the source and origin of the hadith are unified, then the expectation of discrepancies and contradictions in the text cannot be made because Allah, the Lord of the worlds, has guided: "Nor does he speak from [his own] inclination. It is not but a revelation revealed." Therefore, discrepancies in the texts are impossible. The clarification of the Quranic verses is through the hadith of the Messenger of Allah, and the spiritual preservation of these texts is essentially through the hadith of the Messenger of Allah. The subject matter of the reasons for the occurrence of a hadith falls under the fundamental topics of the sciences and arts related to the hadith because understanding the text and deducing and extracting the issues of the hadith from it have a very significant and infinite benefit. Although very few books have been written on this topic, there is certainly a sufficient amount of work available on it. The books of the scholars written on the science of hadith testify to this, including the works of prominent and early scholars such as Ibn Abi 'Amr al-'Uqbari (d. 417 AH), Abu Hamid ibn al-Tajib al-Jawbari (d. 583 AH), Imam Siraj al-Din 'Umar ibn Ruslan al-Balqini (d. 805 AH), Imam Jalal al-Din al-Suyuti (d. 911 AH), and Ibrahim ibn Muhammad Kamal al-Din Dimashqi (d. 1120 AH). The efforts of these scholars on this art hold a

significant position. The writing of books on the reasons for the occurrence of a hadith requires real and analytical study, in which an analysis of the books of the scholars on this art will be presented.
Keywords: Books, Hadith, the Occurrence of Hadith

اَسبابِ وُرُوْدِ حدیث کا آغاز وارتقاء:

اسباب ورودِ حدیث کے آغاز وارتقاء سے پہلے یہ تمہید سمجھنا ضروری ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں چونکہ صحابہ اہل زبان تھے، وہ قرآن وحدیث کے مطالب ومفاہیم سے پوری طرح واقف اور باخبر تھے، اس لئے آپ کے زمانہ اقدس میں قرآن وحدیث کے خادم علوم، علوم عالیہ مروجہ شکل وہیئت کے ساتھ موجود نہ تھے لیکن ان کی بنیادی معلومات اور مقاصد سے صحابہ کرام باخبر تھے، بعد میں جب فتوحات اسلامیہ کا آغاز ہوا اور عرب کے ساتھ غیر عرب بھی دینِ اسلام میں داخل ہونے لگے اور اسلام کا جھنڈا عجم کے مقامات میں دور دراز تک لہرانے لگا تو ان عجمیوں کو قرآن وحدیث، جو دینِ اسلام کے اولین مآخذ ہیں، ان سے واقفیت دینے اور انکی تعلیمات سے پوری طرح مستفید کرنے کیلئے ان علوم وفنون کی ضرورت پیش آئی اور پھر ان علوم وفنون میں تدریجاً اصلاح اور بہتری آتی رہی اور یہ باقاعدہ علوم کی مروجہ شکل میں دریافت ہوئے۔

تو تمام وعلوم وفنون کے آغاز وارتقا کے حوالہ سے یہ بنیادی چیز ہے کہ جیسے جیسے ضرورت پیش آتی رہی ویسے ویسے ان علوم وفنون کی ایجاد ہوتی رہی، یہ بات جس طرح دیگر علوم وفنون میں ہے اسی طرح "اسباب ورود حدیث" کے حوالہ سے بھی یہی حقیقت کار فرما ہے، چنانچہ اس فن کی بنیادی روح تو ہمیں عہد صحابہ اور تابعین میں ہی نظر آتی ہے، لیکن اس کی باقاعدہ تدوین وترتیب بعد کے زمانہ میں ہوئی۔ صحابہ کرام کے زمانہ سے لیکر آج تک اسلاف سے جو آثار وارد ہوئے ہیں ان میں غور کرنے سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ یہ علم بہت قدیم ہے اور اسکی بنیادیں وہاں تک پھیلی ہوئی ہیں اور ظن غالب یہی ہے کہ "علم اسباب" بھی صحابہ وتابعین کے زمانہ میں اپنی ابتدائی شکل میں پایا جاتا تھا چنانچہ اس سلسلہ میں ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے جس سے ہماری بات کی تائید وتصدیق ہوتی ہے،

علامہ زرکشی نے البرہان میں اللہ تعالیٰ کے فرمان "ليس على الذين أمنوا وعملو االصٰلحٰت جناح فيما طعموا" ([1]) کے تحت لکھا ہے کہ قدامہ بن مظعون اور عمرو بن معدیکرب سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ دونوں کہتے تھے شراب مباح ہے اور اس آیت سے استدلال کرتے تھے، وجہ یہ تھی کہ ان پر اس آیت کا سبب نزول مخفی رہ گیا تھا کیونکہ سبب نزول اسکی ممانعت کرتا ہے۔ چنانچہ سبب نزول امام حسن وغیرہ نے بیان کیا کہ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو لوگ کہنے لگے "ہمارے ان بھائیوں کا کیا بنے گا جو کہ اس حالت میں مرگئے کہ ان کے پیٹوں میں شراب تھی، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ وہ پلید ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "ليس على الذين أمنوا" (جو شراب کی حرمت نازل ہونے سے پہلے ہی مرگئے ان پر کوئی حرج نہیں)

بہر حال حضرت قدامہ بن مظعون اور عمرو بن معدیکرب سے اس آیت کا سبب نزول مخفی رہ گیا تھا جسکی بناء پر انہوں نے اس کو مطلق سمجھا، بعد میں حضرت عمر اور دیگر صحابہ نے بیان کیا کہ یہ آیت شراب کی حرمت نازل ہونے سے پہلے مر جانے والے مؤمنین کے بارے میں ہے۔([2])

جس طرح اسبابِ نُزولِ قرآن سے عدمِ واقفیت ،آیاتِ قرآنیہ کو ان کے صحیح معنی و مفہوم کے ساتھ سمجھنے میں رکاوٹ ہے اسی طرح احادیث نبویہ کو ان کے موقعہ و محل اور مورد کے ساتھ سمجھنے میں اسباب ورود حدیث سے عدم واقفیت رکاوٹ ہے، چنانچہ امام زرکشی النکت علی مقدمۃ ابن الصلاح میں لکھتے ہیں:"معرفة اسباب ورود حديث نظير اسباب نزول القرآن وهو من اهم انواع علم الحديث و قد ردت عائشه رضى الله عنها من الرواية على الاكابر من الصحابة بسسب اغفالهم سبب ورود حديث و من الامثلة على ذالک حديث الخراج بالضمان"([3])

معرفۃ اسباب ورود حدیث اصل میں اسباب نزول قرآن کی مثل ہے اور یہ علم حدیث کی اہم ترین انواع میں سے ہے حضرت عائشہ نے بعض اکابر صحابہ کی کچھ روایات کو محض اس لئے چھوڑ دیا کہ انکے اسباب ورود معلوم نہ تھے، جن روایات میں ایک مثال "الخراج بالضمان" والی حدیث ہے کہ "قضی رسول الله ﷺ ان الخراج با لضمان"([4])

اسی طرح میت پر رونے سے میت کو عذاب دیے جانے سے متعلق وارد شدہ حدیث "ان الميت ليعذب ببكاءاهله عليه"([5]) کے حوالہ سے حضرت عائشہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر کی غلطی کا اظہار کرتے ہوئے سبب ورود ہی کا حوالہ دیا چنانچہ مشکٰوۃ میں ہے"عن عمرة بنت عبدالرحمٰن انها قالت سمعت عائشة و ذكر لها ان عبد الله بن عمريقول ان الميت ليعذب ببكاء الحى عليه تقول يغفر الله لابى عبد الرحمٰن اما انه لم يكذب و لكنه نسى او اخطاء انما مرّ رسول الله ﷺ على يهودية يبكى عليها فقال انهم ليبكون عليها و انها لتعذب فى قبرہا([6])(یعنی حضرت عمرۃ بنت عبد الرحمٰن سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ سے سنا جب کہ ان کے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر کہتے ہیں کہ زندہ شخص کے میت پر رونے کی وجہ سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے تو انہوں (حضرت عائشہ) نے کہا اللہ تعالیٰ ابو عبد الرحمٰن([7]) کی بخشش فرمائے، انہوں نے (قصدًا) جھوٹ تو نہیں بولا لیکن وہ بھول گئے یا ان سے غلطی ہوگئی حالانکہ معاملہ یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ ایک یہودیہ کے پاس گزرے جس پر رویا جارہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ لوگ اس پر رو رہے ہیں اور وہ اپنی قبر میں عذاب دی جارہی ہے)۔

اس واقعہ میں حضرت عبد اللہ ابن عمر پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گرفت کا انحصار "سبب ورود حدیث" پر ہی ہے کہ جس کے مخفی رہنے کی وجہ سے حضرت عبد اللہ ابن عمر نے اس حدیث کو مطلق و عام سمجھا اور حضرت عائشہ صدیقہ نے سبب ورود کے جاننے کی بنیاد پر ہی اس حدیث کو غیر مسلم اموات کے ساتھ مقید اور خاص قرار دیا۔

بہر حال ان واقعات سے ہماری بات ثابت ہو جاتی ہے کہ صحابہ و تابعین کے زمانہ سے اس علم کی اہمیت مسلَّم رہی البتہ تصانیف اس علم میں کب شروع ہوئیں تو اس سلسلہ میں بہت کم مصادر سے آگاہی ملتی ہے۔ چنانچہ صاحب مفتاح السعادۃ، علامہ طاش کبری زادہ نے اشارہ کیا کہ اس فن میں بہت سی کتابیں ہیں لیکن انہوں نے ان کو دیکھا نہیں۔ [8] البتہ اس فن میں جو تصنیفی کام ہوا، چاہے وہ ضمناً ہوا یا باقاعدہ اور اصالۃً ہوا، اس کا مختصر جائزہ آئندہ چند صفحات میں پیش کیا جاتا ہے۔

لغوی تحقیق:

"اسباب ورود حدیث" اس اصطلاح میں تین لفظ استعمال ہوئے ہیں: (1) اسباب (2) ورود (3) حدیث۔

(1) اسباب: سبب کی جمع ہے جس کے لغوی معنٰی ہیں: "كل شئ يتوصل به الى غيره وكل شئ يتوصل به الى غيره فقد تسبب اليه و الجمع اسباب" [9]

"ہر وہ چیز جس کے ذریعے غیر تک پہنچا جائے اور ہر وہ چیز جس کے ذریعے اس کے غیر تک پہنچا جائے تو وہ چیز اس (دوسری چیز) کیلئے سبب قرار پاتی ہے اور اسکی جمع اسباب ہے۔"

پھر اہل عرف عام نے اس کا اطلاق ہر اس چیز پر کیا جو مطلوب تک پہنچائے اور علمائے شریعت نے اس کی تعریف ان الفاظ میں کی:

"انه عبارة عما يكون طريقا للوصول الى الحكم غير مؤثر فيه" [10]

"سبب اس چیز کا نام ہے جو حکم تک پہنچنے کا راستہ ہو اور اس میں مؤثر نہ ہو۔"

(2) وُرُوْد: وَرَدَ کا مصدر ہے، ابن فارس نے اپنی معجم میں کہا کہ "واؤ، راء اور دال کی دو اصل ہیں، ان میں سے ایک "الموافاة الى الشئ" (کسی چیز تک پہنچنا) اور دوسری اصل یہ ہے کہ "ورد" رنگوں میں سے ایک رنگ ہے۔ پس پہلے معنٰی کے اعتبار سے "الورد" الصدر کا خلاف ہے، چنانچہ پہلی اصل کے مطابق کہا جاتا ہے "وردت الابل المآءترده وردا" (اونٹ پانی پر آئے) اور موارد، راستوں کو کہا جاتا ہے۔ چنانچہ جریر نے کہا:

امیرالمؤمنین علی صراط　　　　اذا اعوج الموارد مستقیم

یعنی امیر المؤمنین صراط مستقیم پر ہیں جبکہ راستے ٹیڑھے ہو جائیں اور دوسری اصل کے مطابق جب گھوڑے یا شیر کا رنگ پھول کا سا ہو تو کہا جاتا ہے "فرس ورد و اسد ورد" [11] الورود کا معنٰی بیان کرتے ہوئے ابن منظور لکھتے ہیں "قالواالورود والموارد بمعنى المناهل اوالمآء الذى يورد" [12] یعنی عرب کہتے ہیں ورود اور موارد مناہل (گھاٹ، چشمہ) کے معنٰی میں ہے یا اس پانی کے معنٰی میں جو وہاں (گھاٹ، چشمہ) میں جاری ہوتا ہے۔

(3) حدیث: لغت میں قدیم کی ضد ہے ،اس کا معنیٰ ہے جدید اور یہ خبر کے معنیٰ میں بھی بولا جاتا ہے؛ چنانچہ مختار الصحاح میں "الحديث، الخبر قليله وكثيره"[13] یعنی حدیث کا معنیٰ ہے خبر، تھوڑی ہو یا زیادہ، جبکہ اصطلاح میں حدیث کا اطلاق خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قول ، فعل اور تقریر پر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں "الحديث عند جمهور المحدثين يطلق علىٰ قول النبى صلى الله عليه وسلم وفعله وتقريره"[14] جمہور محدثین کے نزدیک حدیث حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قول ، فعل اور تقریر کو کہاجاتا ہے۔ اس مقام پر "اسباب ورود حدیث" کی ترکیب میں ورود کا پہلا معنیٰ "موافاة الى الشئ "لیاجاسکتاہے، یعنی حدیث کے وارد ہو کر ہم تک پہنچنے کے اسباب بیان کیے جاتے ہیں۔

اصطلاحی تحقیق:

اسباب ورود حدیث کی اصطلاحی تعریف کے متعلق ائمہ فن کی تعبیرات و تشریحات مختلف وارد ہوئی ہیں:

علامہ یحییٰ اسماعیل احمد "اسباب الورود" میں لکھتے ہیں:

"ما ورد الحديث ايام وقوعه"[15]

"حدیث کے وقوع کے زمانہ میں جس امر کی وجہ سے حدیث واد ہوئی اس کی معرفت حاصل کرنے کا نام علم اسباب ورود ہے۔"[16]

محقق عصر علامہ طارق اسعد حلیمی نے اسباب ورود کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے:

هو معرفة ما جرى الحديث فى سياق بيان حكمه ايام وقوعه[17]

"اسبابِ ورودِ حدیث اس حالت کو جاننا ہے جس کے حکم کے بیان کے سیاق میں حدیث اپنے وقوع کے زمانہ میں جاری ہوئی۔"

امام سیوطی لکھتے ہیں: "وهوعلم يبحث فيه عن الاسباب الداعيه الى ذكر رسول الله و هذا السبب قد يكون سوالا وقد يكون حادثة و قد يكون قصة يقول النبى ﷺ الحديث بسببه او بسببها"[18]

"سبب ورود حدیث، وہ علم ہے جس میں ان اسباب کے بارے میں بحث کی جاتی ہے کہ جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ذکر کی طرف پہنچاتے ہیں جن میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اقوال افعال، عادات، فضائل وصفات کا ذکر ہو، البتہ یہ سبب کبھی سوال ہوتا ہے، کبھی حادثہ اور واقعہ ہوتا ہے اور کبھی کوئی قصہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہ حدیث ارشاد فرمائی ہوتی ہے۔

اسی طرح حدیث کے معنیٰ و مراد کی تحدید کے طریقہ کو بھی سبب ورود حدیث کہتے ہیں۔

علامہ ابن حمزہ دمشقی کے مطابق:

"هو ما يكون طريقا لتحديد مراد الحديث من عموم او خصوص او اطلاق او تقييد او نسخ او غير ذالک"[19]

"علم اسباب ورود حدیث وہ علم ہے جو کسی حدیث کے معنی میں عموم و خصوص، اطلاق و تقیید، یا نسخ کی تعیین کا ذریعہ اور وسیلہ بنتا ہے۔"

اَسبابِ وُرُوُد کے اعتبار سے حدیث کی اقسام

سببِ وُرود کے اعتبار سے حدیث کی دو قسمیں ہیں: (1) احادیث ِسبَبیّہ (2) احادیث ِابتدائیہ

(1) احاديثِ سببيّه: وہ احادیث جن کا کوئی سبب ورود ہو جس کی بناء پر وہ ارشاد فرمائی گئیں ان احادیث کو سبب ورود کے اعتبار سے "احاديثِ سببيّه" کہا جاتا ہے۔ جیسے اللمع کی حدیث نمبر 1 "**إنما الأعمال بالنيات**" ہے کہ اس کا سبب ورود "**وقدم رجل فتزوج امرأةکانت مهاجرة**" کے الفاظ میں ذکر کیا گیا۔

(2) احاديثِ ابتدائيه: وہ احادیث جن کا کوئی سبب ورود ذکر نہ کیا گیا ہو اس قسم کی احادیث کو "احادیث ِابتدائیہ" کہا جاتا ہے۔ جیسے اللمع کی حدیث نمبر 63 "**اضمنوا لي ستا من أنفسكم أضمن لكم الجنة، أصدقوا إذا حدثتم، وأوفوا إذا وعدتم وأدوا إذا أئتمنتم، وأحفظوا فروجكم،وغضوا أبصاركم،وكفواأيديكم**" ہے کہ یہ حدیث رسول ﷺ نے بغیر پہلے سے موجود کسی وجہ اور سبب کے ابتداءً، امت کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے بیان کی۔ یہ تقسیم متقدمین کے ہاں بھی پائی جاتی ہے۔

علامہ ابن حمزہ دمشقی لکھتے ہیں:

الحديث الشريف في الورود علىٰ قسمين : ما له سبب قيل لاجله وما لا سبب له[20]

"حدیث مبارک اپنے ورود میں دو قسم پر ہے: ایک وہ جس کا کوئی سبب ہو، جس کی وجہ سے وہ فرمائی گئی اور دوسری وہ جس کا کوئی سبب نہ ہو۔"

یعنی کچھ حدیثیں وہ ہیں کہ جنہیں حضور نبی کریم ﷺ نے پہلے سے موجود کسی سبب کے بغیر، ابتداءً انشاء کیا اور صحابہ کو ارشاد فرمائیں، جیسے رہنمائی کرنے کیلئے، کسی چیز پر ابھارنے کیلئے یا کسی چیز کا حکم فرمانے یا اس سے روکنے کیلئے لیکن ان کا پہلے سے کوئی خاص سبب نہیں ہوتا اور کچھ حدیثیں وہ ہیں جن کا پہلے سے کوئی سبب ہوتا ہے، جس کی وجہ آپ ﷺ نے بیان کی ہوتی ہیں جیسے کسی واقعہ کا رونما ہونا یا کسی کا آپ سے کوئی استفسار کرنا۔ اس اعتبار سے وہ احادیث جو سببیہ ہیں ان کا سبب کبھی اُسی حدیث میں مذکور ہوتا ہے، کبھی اس حدیث میں مذکور نہیں ہوتا لیکن اس کی کسی دوسری سند میں موجود ہوتا ہے، زیادہ لائق توجہ اور قابل اعتناء یہی قسم ہے کہ اس میں دیگر طرق و اسنادِ حدیث کی جانچ پڑتال

کر کے اس حدیث کا سببِ ورود جاننے کی کوشش کی جاتی ہے، لیکن یہ بات طے ہے کہ حدیث کا سبب ورود روایت سے ہی جانا جا سکتا ہے، درایت اور رائے زنی سے اس کی معرفت ممکن نہیں ہے۔

احادیثِ سببیہ کی تقسیم

احادیث سببیہ کا سبب ورود کوئی واقعہ یا قصہ ہوتا ہے یا سائل کا سوال۔ اس لحاظ سے احادیث سببیہ کی دو قسمیں کی جا سکتی ہیں۔(1):احادیثِ واقعیہ یا حادثیہ (2):احادیثِ استفہامیہ یا سُوالیہ۔

(1)احادیثِ واقعیہ یا حادثیہ:

وہ احادیثِ سببیہ جو رسول اللہ ﷺ نے کسی واقعہ یا حادثہ کے پیش آنے پر ارشاد فرمائیں جیسے اللمع کی حدیث نمبر 58:"إذا أطال أحدكم الغيبة فلا يطرق أهله ليلا" ہے۔یہ حدیث حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے اچانک اپنی بیوی کے پاس آنے کے واقعہ پر آپ نے ارشاد فرمائی۔

(2)احادیثِ اِستفہامیہ یا سُوالیہ:

وہ احادیث سببیہ جن کا ورود کسی سوال کی بناء پر ہو، جیسے اللمع کی حدیث نمبر 02"هو الطهر ماءه الحل ميتته" ہے۔ یہ حدیث آپ ﷺ نے ایک شکاری کے سمندر کے پانی کے متعلق استفسار پر ارشاد فرمائی۔

اسباب ورود حدیث کی متعلقہ کتب کا مختصر جائزہ

اس فن میں تصنیفی کام ہوا ہے؛ جس کے شواہد عظیم محدثین کی فن حدیث پر تحریر کتب میں ملتے ہیں۔چاہے وہ کام ضمناً ہو، باقاعدہ ہو یا اصالۃً، جن میں بڑے اور ابتدائی نام ، ابو حفص عمر بن احمد بن عثمان البزاز المعروف بابن ابی عمرو العکبری (متوفیٰ417ھ) ابو حامد بن کوتاہ الجوباری (متوفیٰ583ھ) امام سراج الدین عمر بن رسلان البلقینی (متوفیٰ805ھ) علامہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ (متوفیٰ911ھ) ابراھیم بن محمد کمال الدین دمشقی (متوفیٰ1120ھ) شامل ہیں۔

ابو حفص عمر بن احمد بن عثمان البزاز المعروف بابن ابی عمرو العکبری (متوفیٰ417ھ):

اس فن میں تصنیف کرنے والی سب سے پہلی شخصیت جن کے نام پر ہمیں اطلاع ہوئی وہ ابو حفص عمر بن احمد بن عثمان البزاز المعروف بابن ابی عمرو العکبری کی ہے۔

یہ عکبر علاقہ سے تعلق رکھنے والے ہیں، 320ھ میں ان کی پیدائش ہوئی اور 97 سال کی عمر میں 417ھ میں وفات پائی۔ آپ نے علم اسباب ورود حدیث میں تصنیف و تالیف کے حوالے سے ابتدائی سطح کا کام کیا، چنانچہ ابن دقیق العید، شرح العمدۃ فی الکلام میں حدیث مبارک "انما الاعمال بالنیات" کے تحت لکھتے ہیں :"شرع بعض المتاخرين من اهل الحديث فى تصنيف اسباب الحديث كما صنف فى اسباب النزول للكتاب

العزیز فوقفت علیٰ شئ یسیر له"[21] اسی طرح شیخ الاسلام ابن حجر شرح نخبۃ الفکر میں لکھتے ہیں:"ومن المهم معرفة سبب الحديث وقد صنف فيه بعض شيوخ القاضى ابى يعلى ابن الفراءالحنبلى وهو ابو حفص العكبرى"[22] اور علامہ ابن حمزہ دمشقی نے بھی ابو حفص العکبری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا کہ "ان من اجل انواع علوم الحديث معرفة الاسباب وقد الف فيها ابوحفص العكبرى كتابا وَذكر الْحَافِظ ابْن حجر أَنه وقف على انتخابٍ مِنْهُ "[23] (علومِ حدیث کی اہم ترین قسموں میں سے اسباب ورود کی معرفت بھی ہے اور اس میں ابو حفص العکبری نے ایک کتاب تالیف کی اور حافظ ابن حجر نے ذکر کیا کہ وہ عکبری کی تصنیف کے ایک انتخاب پر آگاہ ہوئے۔)

ابو حامد بن کوتاہ الجوباری (متوفیٰ 583ھ):

محمد بن عبد الجلیل بن محمد ابو حامد اصبہانی المعروف کوتاہ اصبہان کے رہنے والے، حافظ الحدیث، ثقہ اور صدوق ہیں۔ انکی اسباب نزول کی طرز پر ایک کتاب "اسباب الحديث" ہے اور دوسری "تاريخِ اصبهان"۔ چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنی کتاب "تدريب الراوى فى شرح تقريب النووى" میں لکھا "النوع التاسع والثمانون معرفة اسباب الحديث هذا النوع ذكره البلقينى فى محاسن الاصطلاح و شيخ الاسلام فى النخبه وصنف فيه ابو حفص العكبرى و ابو حامد ابن كوتاه الجوبارى"[24] (89ویں قسم اسباب ورود حدیث کی معرفۃ حاصل کرنا ہے اس نوع کا ذکر علامہ بلقینی نے "محاسن الاصطلاح" میں اور شیخ الاسلام ابن حجر نے "النخبہ" میں کیا اور اس میں ابو حفص عکبری اور ابو حامد ابن کوتاہ الجوباری نے کتابیں لکھیں)

اسی طرح علامہ سیوطی نے "الفیہ" میں لکھا:

اول من قد الف الجوبارى فالعكبرى فى سبب الآثار[25]

(واضح رہے کہ یہاں ضرورت شعری کی خاطر، جوباری کو عکبری پر مقدم کیا گیا ہے ورنہ عکبری مقدم اور جوباری مؤخر ہیں جیسا کہ تدریب الراوی کے حوالہ سے علامہ سیوطی ہی کی تصریح ابھی گزر چکی ہے مزید یہ کہ دونوں کی تاریخ وفات سے بھی ظاہر ہے۔)

شیخ الاسلام امام سراج الدین عمر بن رسلان البلقینی (متوفیٰ 805ھ):

علم اسباب حدیث یا معرفت اسبابِ حدیث پر با قاعدہ قلم اٹھانے والے پہلے محدث ہیں جنہوں نے "محاسن الاصطلاح و تضمين علوم الحديث لابن الصلاح" میں ابن صلاح کی کتاب کے مطابق علوم حدیث کے ابواب جمع اور مرتب کئے لیکن اس پر اسباب ورود حدیث کو اضافی طور پر ایک باب کی صورت میں ذکر کیا۔ یعنی اس باب کا اپنی طرف سے اضافہ کیا جو کہ دراصل ابن صلاح کی کتاب کے اصل متن میں نہ تھا، اس علم پر نہ صرف

سیر حاصل بحث کی بلکہ اس علم کی توثیق میں مختلف شواہد پیش کئے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:"وما ذکر فی هذا النوع من الاسباب قد یکون ما ذکر عقیب ذالک السبب من لفظ النبی ﷺ اول ما تکلم به النبی ﷺ فی ذالک الوقت وقد لا ینقل السبب فی الحدیث،او ینقل فی بعض طرقه"[26](جو کچھ اسباب ورود حدیث کے فن اور علم کے بارے میں ذکر ہوا اسکا خلاصہ یہ ہے کہ کبھی اس مذکورہ حدیث میں سبب مذکور کے فوراً بعد نبی کریم ﷺ کا کلام ہوتا ہے تو کبھی آپ ﷺ اپنا فرمان پہلے سناتے ہیں اور سبب کا ذکر بعد میں آتا ہے اور کبھی سبب ورود حدیث میں مذکور نہیں ہوتا اور بعض صورتوں میں منقول ہوتا ہے۔)

علامہ بلقینی نے اسبابِ وُرود حدیث کے اعتبار سے احادیث کی دو اقسام بیان کی ہیں۔القسم الاول:السبب الذی ینقل فی الحدیث و القسم الثانی :السبب الذی لا ینقل فی الحدیث[27]

علم اسبابِ حدیث میں علامہ بلقینی کو "معلّمِ اوّل" کی حیثیت حاصل ہے اور علامہ بلقینی نے علم اسباب ورود کے بیان میں جو منہج اختیار کیا وہ متعدد خصوصیات کا حامل ہے۔ مثلاً آپ نے حکم شرعی کے استنباط میں سبب ورود حدیث کی اہمیت پر بحث کی ہے۔ اگرچہ اس علم پر آپ نے کوئی خاص اور مستقل کتاب نہیں لکھی مگر علوم حدیث کی بحث میں ایک باب میں سبب ورود حدیث پر اتنی مثالیں لکھ دی ہیں کہ ان کو ایک مستقل تالیف اور کتاب کے طور پر شمار کیا جاسکتا ہے۔

آپ کے منہج کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ روایات جب زیادہ تعداد میں ہوں تو ورودِ حدیث کے حقیقی سبب کو پانے کے بے شمار طریقے آپ کے منہج ہی سے مل جاتے ہیں۔

علامہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ (متوفیٰ 911ھ)

فن اسباب ورود حدیث کی پہلی باقاعدہ معرکۃ الآراء جامع کتاب "اللُّمَع فِی اَسبابِ وُرُودِ الحَدیث" ہے جسے علامہ جلال الدین سیوطی نے ترتیب دیا۔

علامہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اس کتاب کو محدثین کے طریقے کے مطابق ابواب پر مرتب کیا اور ہر موضوع کی تمام احادیث کو ایک ہی مقام پر جمع کیا اور ہر موضوع سے متعلقہ احادیث کے مجموعہ کو "باب" کا عنوان دیا، مجموعی طور پر یہ کتاب ایک مقدمہ اور بارہ ابواب مشتمل ہے۔

مقدمہ:

مقدمہ ایک مختصر خطبہ پر مشتمل ہے جس میں اسبابِ نزول قرآن اور اسبابِ ورود حدیث پر کلام کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بیان کیا کہ آپ نے ایک کتاب جمع کی جس میں "جوامع الحدیث "کا تتبع کیا پھر امام بلقینی کا یہ قول نقل کیا کہ سبب ورود کبھی حدیث میں ہی منقول ہوتا ہے اور کبھی اس حدیث کے ساتھ منقول نہیں ہوتا اور آخر میں یہ ذکر کیا کہ محدثین میں سے بعض متاخرین نے اسباب الحدیث میں تصنیف شروع کی۔

ابواب کی تفصیل:

علامہ سیوطی نے اپنی اس کتاب میں درج ذیل بارہ ابواب بنائے۔

(۱)باب الطہارت (۲)باب الصلاۃ(۳)باب الجنائز(۴)باب سب الاموات(۵)باب الصیام(۶)باب الحج(۷)باب البیع(۸)باب النکاح(۹)باب الجنایات(۱۰)باب الاضحیہ(۱۱)باب الاطعمہ(۱۲)باب الادب

کتاب "اللمع "کا اسلوبِ بیان:

علامہ سیوطی نے کتاب کے ابواب کو فقہی طریقہ ترتیب پر ذکر کیا۔ سب سے پہلے باب کے نام سے آغاز کرتے ہیں پھر لفظ حدیث لکھ کر حدیث بیان کرتے ہیں اور بسا اوقات احادیث مکرر بھی لاتے ہیں۔ اس کے بعد لفظ سبب لکھتے ہوئے اس حدیث کا سبب ورود بیان کرتے ہیں اور سبب ورود میں بھی بسا اوقات تکرار سے کام لیا ہے۔

علامہ سیوطی نے راویانِ حدیث کے نام حذف کر کے فقط صحابی کا نام پیش کرتے ہوئے حدیث کا متن بیان کیا ہے ۔ کبھی کبھار علامہ سیوطی تابعی کا نام بھی ذکر کر دیتے ہیں جس نے کسی صحابی سے وہ حدیث روایت کی ہوتی ہے۔ جیسے عمرو بن زبیر عن عائشۃ، عطاء بن ابی رباح عن جابر بن عبد اللہ۔

کہیں کہیں کسی فائدہ کے پیش نظر سند حدیث کو بھی ذکر کر دیا ہے مثلاً اس سند میں کسی ضعیف راوی پر تنبیہ کیلئے یا اس لئے کہ جس کتاب سے حدیث روایت کی ہے ہر قاری کو اسکی طرف رجوع کرنا آسان نہیں ہو تا جیسے زبیر بن بکار کی "اخبار المدنیہ"، عبد الرزاق بن ہمام صنعانی کی "المصنف"۔

علامہ سیوطی ہر حدیث کو ائمہ حدیث میں سے جس جس نے اسے روایت کیا ہو تا ہے اس کے نام سے شروع کرتے ہیں جیسے احمد، بخاری و مسلم۔

احادیث اور اسباب ورود کے ذکر کرنے کے اعتبار سے علامہ سیوطی کا طریقہ یہ ہے کہ کبھی آپ ایک حدیث ذکر کر کے اس کے کئی اسبابِ ورود بیان کرتے ہیں، کبھی کئی احادیث ذکر کر کے ان سب کا ایک ہی سببِ ورود بیان کرتے ہیں اور کبھی کئی احادیث کے کئی اسبابِ ورود ذکر کرتے ہیں البتہ اکثر ایک حدیث کا ایک ہی سببِ ورود بیان کیا ہے۔

علامہ سیوطی نے جن مصادر و مراجع سے احادیث اور اسباب ورود کی روایت کی ان کی تعداد تقریباً 35 ہے جن میں زیادہ تر بنیادی مآخذ ہیں البتہ چند ثانوی مآخذ سے بھی استفادہ کر لیا گیا ہے۔

تعداد احادیث و اسباب ورود: علامہ سیوطی کی کتاب اللمع فی اسباب ورود الحدیث میں بغیر تکرار کے (98) احادیث نبویہ مذکور ہیں اور مکرر احادیث (29) ہیں کل احادیث (127)، جبکہ اسباب ورود بھی بغیر تکرار کے تو (98) ہی ہیں البتہ مکرر اسباب ورود (51) ہیں کل اسباب ورود (149) اس طرح احادیث و اسباب ورود کی کل تعداد

(276) ہے۔ تفصیلی جدول ملاحظہ ہو۔

نمبر شمار	نام باب	احادیث	مکررات	میزان	اسباب ورود	مکررات	میزان	ٹوٹل
1	باب الطہارت	8	-	8	12	3	11	19
2	باب الصلوٰۃ	12	2	14	12	8	20	34
3	باب الجنائز	6	-	6	6	1	7	13
4	باب سب الاموات	2	-	2	2	5	7	9
5	باب الصیام	5	3	8	5	4	9	17
6	باب الحج	3	-	3	3	2	5	8
7	باب البیع	8	4	12	8	3	11	23
8	باب النکاح	3	1	4	3	1	4	8
9	باب الجنایات	5	-	5	5	1	6	11
10	باب الاضحیہ	1	-	1	1	1	2	3
11	باب الاطعمہ	3	2	5	3	1	4	9
12	باب الادب	42	17	59	42	21	63	122
	میزان	98	29	127	98	51	149	276

کتاب اللمع کی خصوصیات:

(1) یہ ایک مختصر کتاب ہے جس کے ابواب کو ابوابِ فقہیہ پر ترتیب دیا گیا ہے اس ترتیب کی بنا پر اس سے استفادہ قدرے آسان ہو گیا ہے۔(2)اس کتاب کے مخطوط حلب، دمشق، مصر اور اندلس کے مکتبات میں محفوظ ہیں لیکن اس سے پہلے جو کتابیں اس فن میں لکھی گئی انکے فقط نام ملتے ہیں۔(3)علامہ سیوطی حدیث مبارک کا سبب ورود بیان کرتے ہیں جو واقعہ کے وقت اور جگہ یا متعلقہ لوگوں کے حوالہ سے حدیث کی تفسیر و توضیح کرتا ہے۔

ابراھیم بن محمد کمال الدین الشھیر بابن حمزہ دمشقی حسینی حنفی(متوفیٰ1120ھ):

ابراھیم بن محمد کمال الدین الشھیر بابن حمزہ دمشقی حسینی حنفی(متوفیٰ1120ھ) نے اس فن کی اب تک لکھی جانے والی کتابوں میں آخری باقاعدہ ضخیم اور مبسوط کتاب تحریر کی جسے "**البیان والتعریف فی اسباب ورودالحدیث الشریف**" کے نام سے موسوم کیا۔

کتاب "البیان" کا خُصوصی مطالعہ

علامہ ابن حمزہ دمشقی نے اپنی اس کتاب کو ترتیب موضوعی کے مطابق ترتیب دینے کی بجائے حدیث مبارک کے ابتدائیہ کے مطابق حروف تہجی کی ترتیب پر مرتب کیا ہے۔ مثلاً پہلے ہمزہ سے شروع ہونے والی احادیث پھر ان میں بھی دوسرے حرف کے اعتبار سے ترتیب ملحوظ رکھی ہے کہ پہلے ہمزہ کے بعد الف کی احادیث جیسے "آتی باب الجنة"[28] پھر ہمزہ کے بعد ہمزہ کی احادیث جیسے "ائت المعروف"[29] پھر ہمزہ کے بعد باء کی احادیث جیسے "أبي الله ان يجعل"[30]۔

یہ کتاب تین اجزاء (مقدمہ، متن و حواشی اور فہرست) پر مشتمل ہے۔

مقدمہ:

اس کتاب میں دو مقدمے ہیں: (1) مقدمة المحقق (2) مقدمة المؤلف۔ پہلا مقدمہ، محقق شیخ خلیل مامون شیخا کا ہے جسے مقدمۃ التحقیق کا نام دیا گیا ہے۔ یہ بہت مختصر مقدمہ ہے، کتاب کے تمام مباحث کا احاطہ کرتا ہے اور نہ ہی اس میں مؤلف کتاب کے اسلوب و منہج کے بارے میں کوئی صراحت ہے سوائے ایک فقرہ کے۔ اس کے بعد مؤلف کے حالات مختصراً لکھے ہیں۔ دوسرا پھر مؤلف کا مقدمہ لکھا ہے، یہ بھی اگرچہ مختصر ہے لیکن اس میں علمِ اسبابِ وُرودِ حدیث کی اہمیت اور مؤلف کا اسلوب مختصراً دو فقروں میں بیان کر دیا گیا ہے۔

متن و حواشی:

متنِ کتاب دو اجزاء میں تقسیم ہے۔ پہلا جُز: 885 احادیث پر مشتمل ہے اور یہ تمام احادیث حرف ہمزہ سے شروع ہوتی ہیں اور یہ جز 335 صفحات پر محیط ہے۔ دوسرا جُز: باقی 954 احادیث پر مشتمل ہے کہ جس میں باء سے یاء تک کے حروف سے شروع ہونے والی حدیثیں ہیں۔ اور یہ صفحہ نمبر 336 سے 638 پر محیط ہے۔

کتاب "البیان" کا اُسلوبِ بیان:

علامہ دمشقی نے اصطلاحاتِ تجوید کے مطابق حروف تہجی کو فہرست میں مقدم کیا مثلاً حاء اور خاء میں سین اور شین میں اور کلمات معرفہ باللام و غیر معرف باللام میں فرق کیا اور جو کلمات الف ولام کے ساتھ معرفہ ہیں انہیں "المحلیٰ بأل" کی اصطلاح سے بیان کیا۔

اسم جلالت (اللہ) کے ہمزہ کو علامہ دمشقی نے کبھی "الهمزه بعدها الجلاله" کی اصطلاح سے ذکر کیا ہے۔ علامہ دمشقی نے شمائل نبویہ کی احادیث کو "کاف ولام" میں "ذكر الشمائل النبويه" کے عنوان کے تحت بیان کیا ہے۔ علامہ دمشقی نے ان احادیث کو جو کلمہ "أم"، "لا" اور "یاء ندائیہ" سے شروع ہوتی ہیں انہیں "حرف الأم"، "حرف لا" اور حرف الیاء، المثناۃ التحتیہ" کے عنوان کے تحت بیان کیا ہے۔

علامہ دمشقی نے مشہور حدیث مبارک "انما الاعمال بالنیات" کو کتاب کے آغاز میں رکھتے ہوئے حروف تہجی کی ترتیب کے خلاف کیا۔ مگر اس کی وجہ خود ہی لکھدی ہے "وقد اقتدیت بالائمة الأثبات في الابتداء بحديث انما الاعمال بالنيات متوسلا بقائله عليه افضل الصلوٰت و اكمل التسليمات"[31] یعنی میں نے کتاب کے شروع میں حدیث مذکور انما الاعمال بالنیات رکھتے ہوئے ائمہ کرام کی اقتداء کی ہے تاکہ اس حدیث کے قائل (حضور نبی کریم ﷺ) سے وسیلہ پکڑوں۔

علامہ ابن حمزہ دمشقی اپنی کتاب "البیان والتعریف" میں اپنا منہج ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"وفي ابواب الشريعة و القصص و غيرها احاديث لها اسباب يطول شرحها و ما ذكرناه انموذج لمن يرغب في سلوك هٰذه المسالك ومدخل لمن يريد ان يصنف مبسوطا في ذلك و عنيت بتخريج احاديثه من المعاجم و المسانيد و الكتب الستة و الواجب في صناعة الحديثية انه اذا كان الحديث في احد الصحيحين لا يعزى لغيره البتة الا اذا أقتضى الحال، ولكل مقام مقال"[32]

یعنی ابواب شریعت، قصص وغیرہ میں کئی حدیثیں ایسی ہیں کہ جن کے اسباب ورود کی شرح طوالت پکڑ لیتی ہے اور جو ہم نے ذکر کیا وہ اس راستہ پر چلنے والے کے لیے نمونہ اور مشعل راہ ہے اور اس فن میں کوئی مبسوط و مفصل کتاب تصنیف کرنے کا ارادہ رکھنے والے کے لیے یہ دروازہ ہے۔ اور میں نے اس کی حدیثیں معاجم، مسانید اور کتب صحاح ستہ سے تخریج کی ہیں اور حدیث کے فن میں یہ بات لازم ہے کہ جب کوئی حدیث صحیحین میں سے کسی ایک میں ہو تو اس کے غیر کی پرواہ نہیں کی جاتی یقینی طور پر مگر جب حال اس کا متقاضی ہو اور ہر مقام کی علیحدہ گفتگو ہوتی ہے۔

علامہ دمشقی نے احادیث نبویہ کو مسلسل نمبروں کے تحت درج کیا اور احادیث کو الفبائی ترتیب پر درج کیا۔

احادیث نبویہ کے متن کو مختصراً لکھا ہے کہ حدیث کا فقط ابتدائیہ ہی لکھا ہے۔

حدیث کا متن لکھنے کے بعد ان ائمہ کرام کے نام اور انکی کتب کے نام ذکر کیے جنہوں نے اس حدیث کی تخریج کی اور اس سلسلہ سند کے طبقہ صحابہ میں جس صحابی سے وہ حدیث مروی ہے اس کا نام بھی لکھ دیا ہے۔

علامہ دمشقی اس حدیث کو اس کے سبب ورود کے ساتھ ساتھ مکمل لکھتے ہیں اور اسکے لیے "سببه" کا عنوان دیتے ہیں۔ جہاں حدیث پہلے ہی مکمل لکھی ہے وہاں سبب ورود کے تحت اس کا پہلا حصہ ذکر کر کے لکھتے ہیں "فذكره"۔

علامہ دمشقی نے کئی مقامات میں احادیث نبویہ کا مرتبہ اور محدثین کے ہاں اس کا حکم و قسم واضح کر دی ہے۔

علامہ دمشقی کا عمومی اسلوب تو یہ ہے کہ وہ حدیث کی سند بیان نہیں کرتے البتہ بعض مقامات پر آپ نے کسی خاص غرض کی بنا پر حدیث نبوی کو سند سمیت ذکر کیا ہے۔

علامہ دمشقی کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ نے احادیث مبارکہ کے اسباب ورود کو "سببه" کے عنوان کے تحت بیان کیا اور کبھی کبھار "سببه و تتمه" کے الفاظ بھی روایت کیے۔

علامہ دمشقی نے احادیث نبویہ کے متون کو حرکات و سکنات اور اعراب کے ساتھ تحریر کیا البتہ متن کے علاوہ سبب ورود یا حدیث کے دیگر حصہ کو بغیر اعراب کے ہی لکھ دیا ہے۔

علامہ دمشقی نے احادیث کی تخریج میں بنیادی مصادر کو زیادہ تر لیا ہے اور مصادر و مراجع کی طرف اشارہ پر اکتفاء کیا ہے جیسا کہ حدیث مبارک "انما الاعمال بالنیات" کے بعد لکھتے ہیں "اخرجه الائمة الستة في كتبهم و غيرهم عن عمر بن الخطاب"

علامہ دمشقی نے بعض اوقات، ثانوی مآخذ سے بھی احادیث کی تخریج کی مثلاً کتبِ تفسیر، تاریخ، سیر وغیرہ جیسے حضرت معاویہ کی حدیث "انا ابن الذبيحين" کہ اسے مستدرک، حاکم تفسیر کشاف (زمخشری متوفی ۵۳۸ھ)، تفسیر ابن مردویہ اور تفسیر الکشف والبیان (ثعلبی) سے تخریج کیا۔ علامہ دمشقی نے ایک حدیث کو اس کے تمام تر مراجع سے تخریج نہیں کیا اور اس کا اعتراف بھی وہ مقدمہ میں کر چکے ہیں۔

علامہ دمشقی نے مکرر احادیث کو بعض اوقات الفاظ کے اختلاف کے ساتھ مختلف مقامات پر مختلف اسانید اور مختلف مصادر و مراجع سے نقل کیا مثلاً حدیث نمبر (210) کو سلمۃ بن اکوع کی روایت سے امام بخاری کی صحیح سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا "ارموا بني اسماعيل فان اباكم كان راميا" اور اسی حدیث کو نمبر (1056) کے تحت ابن عباس کی روایت، مسند احمد، سنن ابن ماجہ اور مستدرک حاکم کے حوالہ سے "رميا بني اسماعيل فان اباكم كان راميا" کے الفاظ میں نقل کیا۔

علامہ دمشقی نے جن کتب سے استفادہ کیا انکی ایک طویل فہرست ہے جو تقریبا 93 کتابیں ہیں جن میں مختلف علوم و فنون کی کتابیں موجود ہیں مثلاً علِم حدیث، علِم تفسیر، علِم تاریخ، علِم سیر وغیرہ۔

حاصل کلام:

فن اسبابِ وُرُوْدِ حدیث میں تصنیف و تالیف کے حوالے سے باقاعدہ اور مکمل ابتدائی کتابیں جو دستیاب ہیں، ان میں علامہ سیوطی کی کتاب "اللمع في اسباب ورود الحديث" کو اولین کتاب ہونے کا اعزاز حاصل ہے اور علامہ دمشقی کی کتاب "البيان و التعريف في اسباب ورود الحديث الشريف" کو دستیاب کتب میں اس سلسلہ کی آخری کتاب ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اس کے بعد اس فن میں کوئی اصل اور بنیادی کتاب نہیں ملتی البتہ انہی دو کتابوں کی تحقیق و تخریج اور علم اسباب ورود کی حدود اربعہ، اس کے آغاز وارتقاء، فقہِ حدیث میں اس فن کی اہمیت اور اسباب ورود حدیث کے اسبابِ نزول کے ساتھ ربط و تعلق پر پچھلے چالیس پچاس سالوں میں عرب دنیا کی مختلف یونی ورسٹیوں میں تجدیدی کام ہوا ہے جس میں سے دستیاب معلومات کے مطابق آئندہ چند کتب و مقالہ جات قابلِ ذکر ہیں۔

1۔علم اسباب ورودالحدیث ومکانته واہمیته فی التشریع الاسلامی(1979ء) دکتورمحمدرمضان جامعه اتاترک انقره۔

2۔ معرفة اسباب الحدیث علی اللمع فی اسباب ورودالحدیث(1399ھ)عبدالعزیزبن سعد، جامعه ام القریٰ مکه۔

3۔اسباب ورود الحدیث واثر معرفتها فی توجیه الاحکام(1995ء)حسن الشر قاوی جامعة محمد الخامس المغرب ۔

4۔علم اسباب ورودالحدیث وتطبیقاته عندالمحدثین والاصولیین(2001ء) طارق اسعدالحلمی۔

5۔اسباب ورودالحدیث واثره فی فقه الحدیث (2002ء)،آسو رضا احمد جامعة بغداد۔

6۔اثر معرفة اسباب الورود فی التعامل مع الحدیث فقها و تنزیلا(2002ء)زومیرالباتنی الجزائری ۔

7۔علم اسباب ورودالحدیث ومقارنته باسباب النزول (2005ء)علی عبدالله علی السراج۔

8۔اسباب ورودالحدیث مفهومه وفوائده (2013ء)محمد عبد النبی ،جامعة الجزائر کلیةالعلوم الاسلامیة۔

9 ۔سبب ورودالحدیث (ضوابط و معاییر)زین العابدین ،محمدعصری۔

10۔اسباب ورودالحدیث تحلیل وتاسیس (سن ندارد)ڈاکٹر محمد رافت سعید،جامعه قطر۔

11۔ علم اسباب ورود الحدیث (سن ندارد)الدکتور بدر عبد الحمید همیسة۔

واضح رہے کہ یہ تمام تر کام عربی زبان میں ہوا ہے اردو زبان میں ابھی تک اس سلسلہ میں کوئی باقاعدہ کتاب تو منظرِ عام پر نہیں آئی البتہ اسی مقالہ کی طرز پر مقالہ جات لکھوائے جانے کا سلسلہ شروع ہے جس میں بہاءالدین زکریا یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات میں ابن حمزہ دمشقی کی کتاب "البیان" کی پہلی چھ سو احادیث پر کام ہو چکا ہے۔

حوالہ جات

[1] المائدہ:93

[2] زرکشی، البرھان فی علوم القرآن، ج1ص18

[3] زرکشی، ابو عبداللہ بدرالدین، النکت علی مقدمہ ابن الصلاح، جلد نمبر1، صفحہ نمبر، 71، اضواء السلف الریاض

[4] نسائی، ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب، السنن للنسائی، رقم الحدیث:4490، مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب1986ء

[5] تبریزی، ولی الدین، مشکوٰۃ المصابیح، جلد1ص151 مکتبہ امدادیہ ملتان

[6] ایضاً

[7] یہ حضرت عبداللہ بن عمر کی کنیت ہے

[8] طاش کبری زادہ، احمد بن مصطفیٰ، مفتاح السعادۃ، ج2ص387

[9] ابن منظور، لسان العرب، دار اصادر بیروت، 1968ء ج1 ص458

[10] تھانوی، کشاف اصطلاحات الفنون، نشر الھدیۃ العامۃ مکہ، ج3 ص127

[11] ابن فارس، معجم مقابیس اللغۃ، دار الجیل بیروت، 1991 ج6 ص105

[12] ابن منظور، لسان العرب، داراصادر بیروت، ج4 ص471

[13] زین الدین ،ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر، مختارالصحاح، المکتبۃ العصریۃ بیروت 1420ھ جزء 1 ص68

[14] دہلوی، شیخ عبدالحق ،المقدمۃ علی مشکٰوۃ، مکتبہ امدادیہ ملتان، ص3

[15] یحیٰی اسماعیل احمد، اسباب الورود، تحقیق کتاب اللمع، نشر دار الکتب العلمیہ بیروت، 1984 ص11

[16] یہ تعریف علامہ سیوطی کی بیان کردہ اسباب نزول کی تعریف "ما نزلت الایۃ ایام وقوعہ" پر قیاس کی گئی ہے۔

[17] حلیمی، طارق اسعد، علم اسباب ورود الحدیث، جامعہ ھاشمیہ دار ابن حزم بیروت، طبعہ اولی 2001ء ص24

[18] سیوطی، اللمع فی اسباب ورود الحدیث، ص5 مکتبۃ البحوث والدراسات بیروت،

[19] دمشقی، ابراہیم بن محمد ابن حمزہ، البیان والتعریف، ص3 دارالمعرفۃ بیروت 2003ء

[20] دمشقی، ابن حمزہ، البیان، ج1 ص32 مکتبہ العلمیہ بیروت 1982ء

[21] ابن دقیق العید، العدۃ علیٰ احکام الاحکام شرح عمدۃ الاحکام ج1 ص82 دار الکتب العلمیہ بیروت 1406ھ

[22] ابن حجر، نزھۃ النظر، ص351، فاروقی کتب خانہ ملتان

[23] ابن حمزہ، مقدمۃ البیان والتعریف ج1 ص2، دار الکتاب العربی بیروت

[24] سیوطی، تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی ص540 الطبعۃ الاولیٰ، دار المعرفۃ بیروت

[25] سیوطی، الفیہ، ص50 مکتبہ المنار بیروت 1332ھ

[26] بلقینی، عمر بن رسلان، محاسن الاصطلاح، ج6 ص9 دار الکتب العلمیہ بیروت 1389ھ

[27] بلقینی، عمر بن رسلان، محاسن الاصطلاح، ج6 ص9 اور 18 دار الکتب العلمیہ بیروت 1389ھ

[28] ابن حمزہ، البیان والتعریف، ص12

[29] ابن حمزہ، البیان والتعریف، ص17

[30] ابن حمزہ، البیان والتعریف، ص18

[31] دمشقی، ابن حمزہ، البیان والتعریف فی اسباب ورود الحدیث الشریف، دار الکتاب العربی، بیروت، ج1 ص4

[32] مقدمۃ المحقق علی مامون شیخا، ص5